آزادی اور ہماری ذمہ داریاں

کے. کے. کُھلّر

C-8/8338، وسنت کنج، نئی دہلی۔110007، موبائل:26892829

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا
وہ شان سلامت رہتی ہے
جو سوز دلوں میں ان کے تھا
اس سوز کوکوئی کیا جانے

آزادی ہمیں تشتری میں رکھ کے نہیں ملی اور نہ ہی یہ کسی مہربان حاکم کا عطیہ ہے۔ یہ آزادی ہماری نوّے سالہ ایک غیر معمولی اور انوکھی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ جس میں کروڑوں ہندوستانیوں نے بلا امتیاز مذہب وملّت، لاکھوں اداروں اور ہزارہا تنظیموں نے حصّہ لیا۔ گاندھی جی کی قیادت میں بھگت سنگھ کی انقلابی تحریک کے زیر اثر اور سبھاش چندر بوس کی انڈین نیشنل آرمی یعنی آزاد ہند فوج کی یہ جدوجہد کوئی معمولی جدوجہد نہ تھی۔ ایک آگ کا دریا تھا اور ڈوب کے جانا تھا۔ عالمی تاریخ میں ایسی جدوجہد کبھی پہلے نہ ہوئی تھی، جس نے دنیا کی سب سے سنگین بربریت کو ہلا کر رکھ دیا۔ بچے بوڑھے جوان مرد وزن دیوانہ وار اس جنگ آزادی میں کود پڑے۔ بغیر کسی ایوارڈ یا ریوارڈ کے۔ سرفروشی کا گیت گاتے ہوئے۔ بسنتی چولا پہنے ہوئے یہ شمع وطن کے پروانے پھانسی کے جھولے جھول گئے:

یہ شوق شہادت دل میں تھا
وہ دار پہ بوسہ دے کے چڑھے
مشتاق ازل تھے برسوں سے
لیلائے وطن کے دیوانے
جو سوز دلوں میں ان کے تھا
اُس سوز کو کوئی کیا جانے
اس جنگ وجدل کا آئندہ احوال جو لکھنے بیٹھیں گے
لکھیں گے سنہری حرفوں سے تاریخ میں اُن کے افسانے

لیکن ہندوستان کو اس آزادی کی بہت بڑی قیمت ادا کرنی پڑی۔ چھ لاکھ لوگ مارے گئے اور ۱۴ لاکھ بے گھر ہوگئے۔ عورتیں بیوہ ہوگئیں۔ بچے یتیم ہوگئے۔ ۱۵/اگست ان کو یاد کرنے کا دن ہے۔ ان کی موت میں ہی ان کی جیت ہے۔ آزادی کی اپنی مہک ہے اور مریادا بھی۔ ان آزادی کے سودائیوں کی لسٹ بہت لمبی ہے اور شہادت میں کوئی حالانکہ درجہ بندی نہیں ہوتی، لیکن کچھ نام ایسے ہیں جنھیں ہم قیامت تک نہیں بھول سکتے۔ مثلاً لوک مانیہ بال گنگادھر تلک جنھوں نے کہا تھا کہ آزادی میرا پیدائشی حق ہے۔ اس بیان نے ہوم رول تحریک میں ایک نئی روح پھونک دی تھی۔ گوپال کرشن گوکھلے کا لارڈ کرزن کو بنگال کی تقسیم پر ہدایت نامہ بنام وارننگ ۲۲ سالہ مدن لال ڈھینگرا کا لندن میں ۱۷/اگست ۱۹۰۹ء کے دن پھانسی پر جھول جانے سے پہلے انگریز مجسٹریٹ کو بیان کہ ایک نہتی قوم ہمیشہ ہی جنگ کے دہانے پر کھڑی ہے۔ بھگت سنگھ کا نعرۂ انقلاب زندہ باد بسمل کا

گیت 'سرفروشی کی تمنّا اب ہمارے دل میں ہے' اشفاق اللہ
خاں کے الفاظ پس از پھانسی:

کچھ آرزو نہیں ہے ہے بس آرزو تو یہ ہے
رکھ دے ذرا سی کوئی خاکِ وطن کفن میں

اور چندر شیکھر آزاد کا عزم کہ میں نہ تو انگریزی گولی سے مروں گا اور نہ ہی انگریز کی جیل میں:

تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں
عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں
اور وہ جارہا ہے کوئی گھر پھونک کے اپنا

اور پھر شیر پنجاب پنجاب کیسری لالہ لاجپت رائے کے۔جے اسکاٹ کی لاٹھیاں پڑنے کے دوران نہ بھولنے والے الفاظ:

''مجھ پر کیے گئے وار کی ہر چوٹ ہندوستان میں برٹش تابوت میں ٹھوکی جانے والی آخری کیل ثابت ہوگی۔'' آج بھی ہر محبّ وطن ہندوستانی کے دل و دماغ پر حاوی ہے۔

سبھاش چندر بوس کا نعرہ: تم مجھے خون دو میں تمھیں آزادی دوں گا۔

بقول اقبال:

بندگی میں گھٹ کے رہ جاتی ہے اک جوئے کم آب
اور آزادی میں بحرِ بیکراں ہے زندگی

اور پھر گاندھی جی کا آزادی کا منتر ۱۹۴۲ء کی بھارت چھوڑو تحریک، کرو یا مرو کا نعرہ ملک کی آزادی کے لیے پانچ سال میں ہی فیصلہ کن بن گیا اور لال قلعہ پر یونین جیک کے بجائے ترنگا لہرانے لگا۔ ہندوستان کی تاریخ سے گھٹن بھری زندگی ختم ہوگئی۔تازہ ہوا نے فضا کو معطر کر دیا اور پورا ماحول بدل گیا۔ پھر بھی کچھ نام ایسے بھی ہیں جو تاریخ دانوں کی نظروں سے اوجھل رہے۔ ویسے تو ہزاروں نام ایسے ہیں جو کالا پانی گئے اور واپس نہیں آئے۔ وہیں فوت ہوگئے۔ ویر ساورکر کو یہ بھی معلوم نہ ہوسکا کہ اس کا بھائی اسی جیل میں ہے جہاں وہ برٹش سرکار کے مظالم سہ رہا ہے۔ ان کے دُکھ درد کی کہانی بھی ابھی پوری طرح سے نہیں لکھی گئی اور شیر ہری کشن بھی نصابی کتابوں سے باہر رہا۔

ہری کشن کو پنجاب کے گورنر Moutenery نے ۳۰ر دسمبر ۱۹۳۰ء کو بم پھینکنے کے جرم میں جب پھانسی کی سزا سنائی تو اس کی دادی اسے سینٹرل جیل میاں والی میں ملنے آئی۔ بولی ہری کشن جرأت سے کام لو، تمہاری دُلہن تمہارا انتظار کر رہی ہے۔

ہری کرشن نے جواب دیا: ''دادی ماں میں شیرنی کا بیٹا ہوں۔ 'شیر سیدھا تیرتا ہے وقتِ رفتن آب میں' ہری کشن ان شیروں میں سے ہے جس نے موت کو بھی شرمسار کر دیا۔ پنجابی کے صوفی شاعر بابا شیخ فریدؒ کا ایک اشلوک ہے۔

دادی نے اسے دوہرایا: ''زندگی ایک دُلہن ہے جسے موت کا دولہا بیاہنے کے لیے آیا ہے۔''

۹ر جون ۱۹۳۱ء کے دِن ہری کشن نے شہادت کا جام پیا۔ یاد رہے کہ ہری کشن کے چھوٹے بھائی بھگت رام نے اپنا نام رحمت علی رکھ کر سبھاش چندر بوس کو افغانستان پہنچایا تھا اور بعد میں جرمنی۔ ہری کشن کی آخری خواہش تھی کہ اس کی استھیاں اسی جگہ حسینی والا گاؤں کے نزدیک دریائے ستلج میں بہائی جائیں جہاں بھگت سنگھ راج گرو اور سکھ دیو کی ادھ جلی لاشیں شراب کے نشے میں گورے انگریزوں نے

دریا میں پھینکی تھیں۔

دریا کو کوزے میں بند کیا جا سکتا ہے، لیکن سمندر کی لہروں پر نکیل نہیں ڈالی جا سکتی۔ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔

بقول جوش:

پائی رہائی قید تعلق سے زیست میں
آزادی کا سبب مرا دیوانہ پن ہوا

۱۵/ اگست کا دن ان تمام ہندوستانی دیش کے رکھوالوں کو یاد کرنے کا دن ہے۔ فوج کے تینوں بازوؤں کے جوانوں اور افسران کو خراج عقیدت پیش کرنے کا دن ہے۔ آرمی، نیوی اور ایئر فورس۔ بارڈر سیکورٹی فورس اور انڈو تبتن بارڈر پولیس اور سینٹرل ریزرو فورس کے جوان جو اپنی جان پر کھیل کر ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ شہید بھی ہوتے ہیں تاکہ آنے والی نسلیں زندہ رہیں۔ ایسا سب سے پہلا شیر اور آزاد ہندوستان میں کرنل رائے تھا جس نے پاکستانی حملے کا منھ توڑ جواب دیتے ہوئے کشمیر میں اُڑی کے مقام پر جام شہادت پیا۔ یہ فہرست بھی بہت لمبی ہے، لیکن ایک نام ہے جس کے بغیر یہ فہرست نامکمل رہے گی۔ وہ نام حولدار عبدالحمید کا ہے جس نے ۱۹۶۵ء کی ہند۔ پاک جنگ میں چھمب جوڑیاں سیکٹر میں پاکستان کے چار ٹینکوں پر اکیلے قبضہ کر لیا۔ یہ ٹینک آج بھی پنجاب کے ۴ مختلف مقامات پر محفوظ ہیں۔ ایک ٹینک گرداسپور پارک میں رکھا ہوا ہے، جسے لوگ ہر روز دیکھتے ہیں اور شہید وطن کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ میں جب بھی گرداسپور گیا ہوں۔ اس پارک میں جا کر بھارت ماتا کے سپوت کو سلام کرتا ہوں۔ ایک شعر دوہراتے ہوئے:

جب تک نہ جلیں دیپ شہیدوں کے لہو سے
کہتے ہیں کہ جنت میں چراغاں نہیں ہوگا

ویر عبدالحمید کو اس بہادری کے عوض پرم ویر چکر سے نوازا گیا۔

ہر ۱۵/ اگست کو لال قلعے سے پرائم منسٹر کی تقریر ہوتی ہے جس کا عوام وخاص بڑی بے تابی کے ساتھ انتظار کرتے ہیں۔ اس تقریر میں سال بھر کے سرکاری کام کاج کا جائزہ ہوتا ہے اور اگلے پروگراموں کا اعلان کیا جاتا ہے، جو سارے ملک میں ریڈیو، دوردرشن اور دوسرے پرائیوٹ چینلوں سے نشر ہوتی ہے۔ کچھ تقاریر کافی لمبے عرصے تک یاد رہتی ہیں۔ لال بہادر شاستری کی وہ تقریر جو انھوں نے بڑھتی ہوئی مہنگائی کے بارے میں کی تھی اور کہا تھا کہ دیا سلائی کی قیمت میں کیوں اضافہ ہوا ہے۔ مٹی کے تیل کی قیمت کیوں بڑھی ہے۔ غریب کا چولہا ٹھنڈا کیوں ہوا ہے۔ اٹل بہاری واجپئی کی تقریر جس میں انھوں نے زوردار الفاظ میں کہا تھا کہ جنگ نہیں ہونے دوں گا اور حال ہی میں موجودہ پرائم منسٹر کی دو تقاریر جس میں انھوں نے نئے ہندوستان کی تصویر پیش کرتے ہوئے کہا کہ اکیسویں صدی ہندوستان کی صدی ہوگی، جہاں امیر اور غریب کے درمیان کا فاصلہ کم ہوگا۔ ہر شخص صحتمند ہوگا اور ہر بچہ اسکول جائے گا۔

۱۵/ اگست ایک قومی تہوار کے طور پر بھی منایا جاتا ہے۔ ۲۶/ جنوری کی طرح جس میں پتنگ بازی، کشتیاں، تیراکی کے مقابلے۔ ایک میلے کی صورت میں منائے جاتے ہیں۔ مشاعرے ہوتے ہیں۔ جشن آزادی کے پیش نظر رنگ برنگی پتنگوں سے بازار سجائے جاتے ہیں۔ لوگ اپنے غم وغصّے کو بھول کر جشن آزادی میں مٹھائیاں بانٹتے ہیں۔ آزادی کے گیت

گائے جاتے ہیں۔ بچوں کو اس تہوار کی اہمیت بتائی جاتی ہے۔

ہم لائے ہیں منجھدار سے کشتی نکال کے
اس دیش کو رکھنا میرے بچو سنبھال کے

تاکہ آزادی کی مشعل آگے آنے والی نسل کو حفاظت کے ساتھ سونپ سکیں۔

ہماری ذمہ داریاں

آزادی خالی ہاتھ نہیں آتی۔ کچھ ذمہ داریاں اپنے ساتھ لاتی ہے۔ ہر قیمتی چیز کی طرح اس کی بھی حفاظت کرنی ہے۔

(۱) ہماری سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ جو آزادی ہمیں ان گنت قربانیوں سے ملی ہے اس کو برقرار رکھنا ہمارا فرض اولین ہے۔ دہشت گردی کو نیست و نابود کرنے میں گورنمنٹ کو مکمل تعاون دینا۔ (۲) وہ اصول جن پر آزادی کی جدوجہد مبنی تھی، ان پر پابند رہنا (۳) قومی ترانے اور قومی جھنڈے کا احترام کرنا۔ یہ دونوں ہر ہندوستانی کے لیے مقدس ہیں۔ (۴) ملک کی سالمیت کو برقرار رکھنا۔ (۵) ہندوستان کے مشترکہ کلچر کو فروغ دینا، کچھ تاریخ دانوں کے مطابق جنگ آزادی میں ہماری فتح اس رنگا رنگ کلچر کی وجہ سے ہے جسے گنگا جمنی تہذیب بھی کہتے ہیں۔ اقلیتوں کو خوشحال رکھنا۔ قومی یکجہتی کو فروغ دینا۔ (۶) ملک کی سیکولر جڑوں کو اور مضبوط کرنا۔ سیکولر کا مطلب ہے تمام مذاہب کا برابر احترام کرنا۔ (۷) منصوبہ بندی کو مقبول بنانا۔ چھوٹا پریوار سکھی پریوار فرقہ پرستی کو ختم کرنا۔ (۸) ملک کی حفاظت کے لیے وقت آنے پر بخوشی قومی سروس NSS میں شرکت کرنا۔ (۹) عورتوں کو بااختیار بنانا۔ تعلیم نسواں کو فروغ دینا، بیٹی پڑھاؤ، دیش کو آگے بڑھاؤ۔ ماضی کی مجموعی غلط بیانیوں کو بے اثر کرنے کے لیے عورتوں کے حقوق کی پاسداری کرو۔ عورتوں کے مقام اور مرتبے میں بنیادی تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ یاد رہے کہ جب گاندھی جی نے یہ نعرہ لگایا تھا تو سروجنی نائیڈو، راج کماری امرت کور، سوشیلا نائر، پنڈت راما بائی، درگا بھابی، اوشا مہتہ اور ارونا آصف علی جیسی خواتین میدان جنگ میں کود پڑی تھیں۔ آج کے ماحول میں عورتیں پہلے سے زیادہ بااختیار ہیں۔ (۱۰) بچہ مزدوری جیسی لعنت کو ختم کرنا۔ غریب اور کمزور افراد کی تعلیم اور روزگاری کے لیے رضاکارانہ کوشش کرنا۔ (۱۱) ہر جاندار کے لیے ہمدردی رکھنا، صحتمند زندگی بسر کرنا اور نشیلی چیزوں سے پرہیز جیسے شراب، گانجہ اور بیڑی، سگریٹ (۱۲) سائنسی نقطۂ نظر کو اپنانا تو ہم پرستی کو ختم کرنا۔ (۱۳) پبلک پراپرٹی کی حفاظت کرنا اور ہر اس کام میں شرکت کرنا جس سے ملک نہ صرف ترقی کی راہ پر گامزن ہو بلکہ اس کو اور بہتر بنانا۔ (۱۴) ماحول کو صاف ستھرا رکھنا، سوچھ بھارت ابھیان میں شرکت ہر ہندوستانی کی اخلاقی ذمہ داری ہے۔ ملک کو اتنا صاف شفاف رکھنا کہ سیاح جاتے وقت اس کو Clean Chit دے جائے۔ (۱۵) سب سے آخر میں بلکہ سب سے اہم ذمہ داری ہے جو ہر ہندوستانی شہری یعنی Citizen پر عائد ہوتی ہے وہ ہے آئین کی دفعہ 51-A ہندوستان کا آئین یک لخت نمودار نہیں ہوا۔ اس کے پیچھے ایک تاریخ ہے۔ جس کے تحت دس برس فنڈامینٹل ڈیوٹیز پر عمل درکار ہے۔ ظاہر ہے کہ Rights اور Duties کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور بقول ڈاکٹر امبیڈکر Duties کے بغیر Rights ایک کھوکھلا نعرہ ہے۔ ایک بے معنی چیز ہے ۲۶/جنوری اور ۱۵/اگست کو ذمہ داریاں نبھانے کا حلف اگر ہر ہندوستانی لیتا ہے تو یقیناً بھارت پھر سے اپنے ماضی کی بلندیوں کو چھوئے گا اور سونے کی چڑیا کہلائے گا۔ ○○